بے خیالی اور سادگی میں کسی ایسے نظریے، عمل یا قول میں مبتلا ہونے کا امکان رہتا ہے، جو اللہ تعالی کی شریعت میں ''شرک'' کے زمرے میں شامل ہو۔ ایسے غیر ارادی اور نادانستہ قسم کے ''شرک'' میں مبتلا ہونے کے خطرے سے بچنے کے لیے بندے کو دو کام خاص اہتمام سے کرنے چاہئیں:

(۱) ہر مشکوک نظریے اور قول وفعل کی شرعی حیثیت سے متعلق قرآن وسنت کا علم حاصل کرنا، یا (کم از کم) علمائے دین سے سوال کر کے تسلی حاصل کرنا۔

(۲) نبی کریم ﷺ کی تعلیم کردہ یہ مبارک دعا پڑھتے رہنا، جو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی:

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں میں شرک چیونٹی کی چال سے بڑھ کر مخفی ہوسکتی ہے۔ اور میں ایسی دعا کی رہنمائی کرتا ہوں، جسے آپ پڑھتے رہیں گے، تو اللہ تعالی آپ سے چھوٹے بڑے ہر قسم کے شرک کو دور فرمائے گا۔ یہ دعا کرتے رہیں: ''اللّٰهمَّ إنِّي أعوذُ بِكَ أن أُشرِكَ بِكَ وأنا أعلَمُ، وَأستَغفِرُكَ لِما لا أعلَمُ'' [صحیح الجامع للألباني] ''اے اللہ! یقیناً میں جانتے ہوئے تیرے ساتھ شرک کرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور جسے میں نہیں جانتا اس کے لیے تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔''

لگاتار ذکر الٰہی سے بڑھ کر عظیم ذکر

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ ذکر الٰہی کی تو اس کی عظمت بہت زیادہ ہے: ''الحمدُ للهِ عددَ ما خلَقَ، والحمدُ للهِ ملْءَ ما خلَقَ، والحمدُ للهِ عددَ ما في السّماواتِ والأرضِ، والحمدُ للهِ ملْءَ ما في السّماواتِ والأرضِ، والحمدُ للهِ عددَ ما أحصَى كتابُه، والحمدُ للهِ ملْءَ ما أحصَى كتابه، والحمد لله عدد كلِّ شيءٍ والحمد لله ملْءَ كلِّ شيءٍ، وسبحانَ اللهِ عددَ ما خلَقَ، وسبحانَ اللهِ ملْءَ ما خلَقَ، وسبحانَ اللهِ عددَ ما في السّماواتِ والأرضِ، وسبحانَ اللهِ ملْءَ ما في السّماواتِ والأرضِ، وسبحانَ اللهِ عددَ ما أحصَى كتابُه، وسبحانَ اللهِ ملْءَ ما أحصَى كتابه، وسبحانَ اللهِ عددَ كلِّ شيءٍ وسبحانَ اللهِ ملْءَ كلِّ شيءٍ'' فرمایا: اس کی عظمت کا احساس کرو: ''فأعْظِمْ ذلِكَ'' [مسند أحمد ۲۲۱٤٤]

ألا! إنّ آلَ أبی فلان لیسوا لي بأولیاءَ

سورة اللّھَبِ

مولانا میاں انوار اللہ

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

تَبَّتۡ یَدَآ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ مَآ اَغۡنٰی عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ ○ سَیَصۡلٰی نَارًا

ذَاتَ لَهَبٍ ○ وَامۡرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ○ فِیۡ جِیۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ○﴾

"اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان، نہایت رحمت والا ہے۔

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوگیا۔ اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ بھی کام نہ آئی۔ وہ جلد ہی شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا۔ اور اس کی بیوی لکڑیاں اٹھانے والی۔ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہوگی۔"

شانِ نزول: ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کا بیان ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کو حکم ملا: ﴿وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ○﴾ تو آپ ﷺ نے صبح سویرے کوہِ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے صدا لگائی: "یا صباحاہ!" (ہائے صبح کی آفت) عرب میں یہ صدا وہ شخص لگاتا تھا، جو دشمن قبیلے کو حملہ کے لیے آتے ہوئے دیکھ لیتا۔

یہ صدائے ناگہانی سن کر لوگوں نے ایک دوسرے سے دریافت کیا: "یہ کون پکار رہا ہے؟" بتایا گیا: یہ الصادق الأمین (ﷺ) کی آواز ہے۔ اس پر قریش کے تمام خاندانوں کے لوگ آپ ﷺ کی طرف دوڑ پڑے۔ جو خود حاضر نہ ہوسکا، اس نے اپنا نمائندہ روانہ کردیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے، تو آپ ﷺ نے ایک ایک بطن (خاندان) کا نام لے کر پکارا: "اے بنی ہاشم!، اے بنی عبدالمطلب!، اے بنی فہر!، اے بنی فلان!، اے بنی فلان! اگر میں آپ لوگوں کو یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر آپ لوگوں پر حملہ آور ہونے کے لیے تیار ہے، تو آپ لوگ میری بات کو سچ مان لیں گے؟"

سب لوگوں نے کہا: "ہاں، کیونکہ ہمیں کبھی آپ سے جھوٹ سننے کا تجربہ نہیں ہوا ہے۔"

اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تو میں خبردار کرتا ہوں کہ آگے ایک سخت ترین عذاب آرہا ہے..."

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سگے چچا ابولہب نے پتھر اٹھایا کہ آپ پر کھینچ مارے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کانوں میں دعوتِ توحید کی بھنک پڑ چکی تھی۔ پورے مجمع میں سب سے پہلے اسی نے دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''تبًا لکَ سائرَ الیومِ ألِهٰذا جمعْتَنا؟!'' (ستیاناس ہو تیرا! کیا تو نے اسی لیے ہمیں اکٹھے کیا تھا؟!) اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب وخلیل ﷺ کی دل آزاری کا بدلہ لیتے ہوئے یہ سورہ نازل فرمائی۔ [البخاري ح: ۴۹۷۱، مسلم، ترمذي، أحمد، ابن جرير]

زمانۂ جاہلیت کی عربی معاشرت کی ایک جھلک: عرب میں صدیوں سے بدامنی، غارت گری اور طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ ان سنگین حالات میں کسی بھی شخص کے لیے اپنے خاندان اور خونی رشتہ داروں کی حمایت کے سوا جان و مال اور عزت و ناموس کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہ تھی۔ اسی لیے عرب معاشرے کے اخلاقی اقدار میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو بہت بڑی اہمیت حاصل تھی، اور قطع رحمی بہت بڑا پاپ گردانا جاتا تھا۔

انہی معاشرتی روایات کا اثر تھا کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اسلام کی دعوت لے کر اٹھے تو قریش کے اکثر خاندانوں نے مخالفت کی، مگر بنی ہاشم اور بنی المطلب نے کھلم کھلا آپ ﷺ کی حمایت کا بیڑا اٹھایا۔ حالانکہ ان میں سے اکثر لوگ باپ دادا کی تقلید پر جمے رہے اور آپ ﷺ پر ایمان نہ لائے۔ قریش کے دوسرے خاندان خود بھی اس حمایت کو قانونی لحاظ سے معقول سمجھتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کو کبھی یہ طعنہ نہیں دیا کہ تم ایک نئے دین کے علمبردار کی حمایت کر کے اپنے آبائی دین سے غداری کا ارتکاب کر رہے ہو۔ قریش اس مجبوری کو تسلیم کرتے تھے کہ کوئی بھی قبیلہ اپنے فرد کو کسی بھی حالت میں دشمن کے حوالے نہیں کر سکتا۔

صدیوں سے جاری وساری اس اخلاقی وفطری اصول کو صرف ایک شخص نے اسلام کی دشمنی میں اور آبائی دین کی پاسبانی کا نمبر بنانے کی خاطر توڑ ڈالا۔ یہ نمبری شخص ابو لهب بن عبد المُطَّلِب تھا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سگا چچا تھا۔ عبداللہ اور ابولہب ایک ہی ماں آمنہ بنت وھب کے بیٹے تھے۔

چچا کا مقام: عرب معاشرے میں چچا کو باپ کے قائم مقام سمجھا جاتا تھا، خصوصاً جب بھتیجے کا باپ وفات پا چکا ہو۔ فرمانِ نبوی ہے: ''يا عمرو أما شعرتَ أنّ عمَّ الرجلِ صنوُ أبيه'' [مسلم ۹۸۳] عربی معاشرہ چچا سے بجا طور پر یہ توقع کرتا تھا کہ وہ بھتیجے کو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھے گا۔ لیکن ابولہب نے توحید کی دشمنی میں تمام معاشرتی

اقدار اور قبائلی روایات کو پامال کر دیا۔

جاہ وحشمت کا پجاری: ابن زید کی روایت ہے کہ ابولہب نے ایک روز رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''اگر میں تمہارے دین کو مان لوں تو مجھے کیا ملے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو سب ایمان لانے والوں کو ملے گا!'' اس نے پوچھا: ''میرے لیے کوئی فضیلت نہ ہوگی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ کیا چاہتے ہیں؟'' اس پر وہ بولا: ''تبًّا لهذا الدين تبًّا، أن أكونَ وهؤلآء سواءً'' (ناس ہو جائے اس دین کا جس میں میرا درجہ دوسرے لوگوں کے برابر ہو۔)[ابن جریر]

کینہ پروری: نبوت سے پہلے آپ ﷺ کی دو بیٹیاں ام کلثومؓ اور رقیہؓ ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں۔ دعوتِ اسلام کے اظہار پر ابولہب نے لڑکوں سے کہا: ''میرے لیے تم سے ملنا حرام ہے، جب تک تم محمد کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو۔'' انہوں نے طلاق دے دیا، جو اِن لڑکیوں کے لیے باعث شرف ثابت ہوا، اور اُن لڑکوں کی محرومی۔ عتیبہ تو جہالت میں اس قدر بڑھ گیا کہ ایک روز داعی اسلام ﷺ کے سامنے آ کر کہا: ''میں ﴿النجم إذا هوى﴾ اور ﴿ثمّ دنا فتدلى﴾ کا انکار کرتا ہوں۔'' پھر بد بخت نے آپ ﷺ پر تھوکنے کی کوشش کی، جو ناکام ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللّٰهمَّ سلطْ عليهِ كلبًا مِن كلابِكَ'' (اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کسی کو مسلط فرما۔) باپ بیٹا دونوں شام کی طرف محوِ سفر تھے۔ قافلہ والوں نے ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا، جس کے بارے میں مقامی لوگوں کا بیان تھا کہ یہاں رات کو درندے آتے ہیں۔ ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا: میرے بیٹے کی حفاظت کا خاص انتظام کرو، مجھے محمد (ﷺ) کی بد دعا کا خوف ہے۔ قافلہ والوں نے سوتے وقت عتیبہ کے اردگرد اپنے اونٹ بٹھا دیے۔ رات کو ایک شیر آیا اور اونٹوں کے حلقے میں سے گزر کر عتیبہ کو پھاڑ کھایا۔

خبثِ باطن: حضرت قاسم ؓ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دوسرے بیٹے حضرت عبداللہ ؓ کا بھی انتقال ہو گیا، تو یہ چچا اپنے بھتیجے کے غم میں شریک ہونے اور دلاسا دینے کے بجائے خوشی خوشی دوڑتا ہوا قریشی سرداروں کے پاس پہنچا اور انہیں ''خوش خبری'' دی کہ لو آج محمد (ﷺ) بے نام ونشان ہوگیا۔ اس شماتت اعداء کی تردید میں ہی سورۃ الکوثر نازل ہوئی۔

آپ ﷺ جہاں بھی اسلام کی دعوت کے لیے تشریف لے جاتے، یہ دشمن آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے جاتا اور

لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کے فرامین سننے سے روکتا۔ ربیعہ بن عباد الدیلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بچپنے میں اپنے باپ کے ہمراہ بازار ذوالمجاز گیا تو میں نے داعی اسلام ﷺ کو دیکھا، آپ فرمار ہے تھے: ''لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، فلاح پاؤ گے۔'' آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ایک شخص کہتا جار ہا تھا: ''یہ جھوٹا ہے، آبائی دین سے منحرف ہو گیا ہے۔'' میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: اس کا چچا ابولہب ہے۔ [مسند أحمد، البيهقي]

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ہر قبیلے کے پڑاؤ پر جا کر فرماتے: ''میں تمہاری طرف اللہ پاک کا رسول ہوں، تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ تم میری تصدیق کرو اور میرا ساتھ دو، تاکہ میں وہ کام پورا کروں، جس کے لیے اللہ نے مجھے یہ ذمہ داری دے کر بھیجا ہے۔'' آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ایک شخص آتا اور کہتا تھا: اے بنی فلاں! یہ تم کو لات اور عزی سے پھیر کر اس بدعت اور گمراہی کی طرف لے جانا چاہتا ہے' جسے یہ لے کر آیا ہے۔ اس کی بات ہرگز نہ مانو اور اس کی پیروی نہ کرو۔'' میں نے اپنے باپ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ان کا چچا ابولہب ہے۔ [مسند أحمد، الطبراني]

طارقؓ کی روایت ہے: ابولہب پیچھے سے نبی اکرم ﷺ کو پتھر مارا کرتا تھا، جس سے مبارک ایڑیاں خون آلود ہو جاتیں۔

بدترین ہمسایہ: مکہ مکرمہ میں چچا ابولہب آپ ﷺ کا قریب ترین ہمسایہ تھا۔ دونوں گھروں کے درمیان دیوار حائل تھی۔ حکم بن العاص، عقبۃ بن ابی معیط، عدی بن حمراء اور ابن الصداء الھذلی بھی آپ ﷺ کے پڑوسی تھے۔ ابولہب اور دیگر ہمسایے آپ ﷺ کو گھر میں بھی چین لینے نہیں دیتے تھے۔ آپ ﷺ کبھی نماز پڑھ رہے ہوں، تو یہ اوپر سے بکری کا اوجھ پھینک دیتے، کبھی صحن میں کھانا پک رہا ہوتا تو یہ ہنڈیا پر غلاظت پھینک دیتے۔ آپ ﷺ باہر نکل کر فرماتے: ''اے بنی عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟!''

﴿وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝﴾ ابولہب کی بیوی ام جمیل نے یہ مستقل وطیرہ اپنا رکھا تھا کہ کانٹے دار جھاڑیاں رسی میں باندھ کر لاتی اور راتوں کو آپ ﷺ کے دروازے پر لا کر ڈال دیتی، تاکہ صبح سویرے آپ ﷺ یا آپ کے اہل خانہ باہر نکلیں، تو پیروں میں کانٹا چبھ جائے۔ [البيهقي، ابن أبي حاتم، ابن جرير، ابن عساكر، ابن هشام]

بے حمیتی کی انتہا: نبوت کے ساتویں سال قریش کے تمام خاندانوں نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کا معاشرتی

ومعاشی بائیکاٹ کیا۔ یہ دونوں خاندان بشمولِ مشرکین پیارے محمد الصادق الامین (ﷺ) کی حمایت پر ڈٹے رہے اور شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے۔ یہ صرف ابولہب تھا، جس نے اپنے خاندان کا ساتھ دینے کے بجائے کفارِ قریش کی حمایت کی۔ یہ اذیت ناک بائیکاٹ تین سال جاری رہا۔ اس دوران ان معزز خاندانوں پر فاقوں کی نوبت آئی۔ مگر ابولہب کی بے حمیتی دیکھیے کہ جب مکہ میں کوئی تجارتی قافلہ آتا اور شعب ابی طالب کے محصورین میں سے کوئی خوراک کا سامان خریدنے اس کے پاس جاتا، تو یہ شخص تاجروں سے پکار کر کہتا: ان سے اتنی قیمت مانگو کہ خرید نہ سکیں۔ تمہیں جو نقصان ہوگا' میں پورا کروں گا۔ چنانچہ تاجر بے تحاشا قیمت مانگتے، اس پر بیچارہ بھوک سے تڑپتے بال بچوں کے پاس خالی ہاتھ پلٹ جاتا۔ پھر ابولہب ان تاجروں سے وہ چیز بازار کے بھاؤ خرید لیتا۔ [ابن سعد، ابن هشام]

یہ اس شخص کی حرکات تھیں، جن کی بنا پر اللہ پاک نے اس کا نام لے کر مذمت فرمائی۔ جب یہ سورہ نازل ہوئی، تو ابولہب نے غصے سے بپھر کر اول فول بکنا شروع کر دیا۔ لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ الصادق الأمین ﷺ کی مخالفت میں اس شخص کا قول قابل اعتبار نہیں، نادان بیچارہ اپنے بھتیجے کی دشمنی میں دیوانہ ہو رہا ہے۔

اس سورہ نے لوگوں کو پیغام دیا کہ دین کے معاملے میں اگر چچا ابولہب کی کھچائی ہوئی ہے، تو کسی کے لیے لاگ لپٹ کی ہرگز گنجائش نہیں۔ ایمان لانے پر غیر' اپنا بن جاتا ہے؛ اور کفر اختیار کرنے پر اپنا بھی غیر ہو جاتا ہے۔ خاندانی وجاہت کی کوئی دینی و شرعی حیثیت نہیں ہے۔

بخل و زر پرستی: اس کی مالداری کے بارے میں قاضی رشید بن زبیر لکھتے ہیں: ابولہب قریش کے ان چار افراد میں سے ایک تھا، جو سونے کے ''قنطار'' کی ملکیت رکھتے تھے۔ (قنطار 200 اوقیہ کا اور ایک اوقیہ 3.25 تولہ کا ہوتا ہے۔ یعنی 7.580 کلوگرام) اس کی زر پرستی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر' جبکہ اس کے آبائی دین کے بقا و فنا کا فیصلہ ہونے والا تھا، تمام قریشی سردار جنگ میں شریک ہوئے، مگر اس نے عاص بن ھشام کو اپنا قائم مقام بنا کر جنگ میں بھیجا۔ اور اس سے کہا کہ تمہارے ذمے میرے 4000 درہم ہیں، اس کے عوض تم میری جگہ اس مہم میں شرکت کرنا۔ عاص دیوالیہ ہو چکا تھا، اسی بہانے اس نے اپنا ناقابل وصول قرضہ چکا دیا اور بزعم خود اپنی جان بھی بچالی۔ [الذخائر والتحف]

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ یہ کوئی کوسنا (بددعا) نہیں، بلکہ پیشین گوئی ہے۔ جس کے یقینی وقوع کی تاکیدی خبر صیغہ ماضی میں دی گئی۔ یہ پیشین گوئی آٹھ سال میں پوری ہوئی۔ ابولہب نے اسلام کے چراغ کو بجھانے